الاستفتاء

سوال نمبر۱ = ایک شخص قضائے الٰہی سے فوت ہو جاتا ہے وارثان میں ایک بیوہ' ایک بیٹا' تین شادی شدہ بیٹیاں اور تین غیر شادی شدہ بیٹیاں ہیں۔ مرحوم کی جائیداد کس نسبت سے تقسیم ہو گی۔ فرض کریں کہ جائیداد کی قیمت ایک سو روپے ہے۔
بیوہ کا حصہ کتنا ہو گا۔ بیٹے کا جصہ کتنا ہو گا۔ شادی شدہ بیٹی کا حصہ کتنا ہو گا اور غیر شادی شدہ بیٹی کا کتنا حصہ ہو گا۔
سوال نمبر۲ = مرحوم اپنی زندگی میں اپنی بیوی کے نام کچھ جائیداد اسی طرح بیٹے کے نام کچھ جائیداد اسی طرح ایک غیر شادی شدہ بیٹی کے نام رجسٹری کروا گئے ہوئے ہیں کیا دوسرے وارثان اس جائیداد سے جو بیوہ' بیٹے اور بیٹی کے نام رجسٹری شدہ ہیں حصہ طلب کرنے کے مجاز ہیں؟ واضح رہے آپ نے جواب قرآن و سنت کی روشنی میں حوالہ کے ساتھ دینا ہے اس سوال سے ملکی قانون کا کوئی تعلق نہیں۔ جواب صرف اور صرف قرآن و سنت کی روشنی میں ہو۔

محمد سلیم ملک
مکان نمبر ۱۷۴ گلی نمبر ۱۷۴۸
عرش پارک عزیز روڈ' دسن پورہ' لاہور

الجواب بعون الوہاب ومنہ الصدق و الصواب بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ اگر مرحوم پر کوئی قرضہ ہو یا اس نے شریعت کے مطابق کسی غیر وارث کے حق میں کوئی وصیت کی ہو تو پہلے اس کے ترکہ میں قرض کی ادائیگی اور وصیت پر عمل درآمد کیا جائے۔ پھر باقی ماندہ ترکہ میں سے بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے **فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم من بعد وصیتہ توصون بھا او دین۔** سورۃ النساء آیت ۱۲' اگر تمہاری اولاد ہو تو تمہارے ترکہ میں سے ان (بیواؤں) کو آٹھواں حصہ ملے گا مگر پہلے وہ وصیت پوری کی جائے جو تم نے کی اور قرضہ ادا کیا جائے گا۔ پھر باقی سات حصے مرحوم کی اولاد پر اس طرح تقسیم کئے جائیں کہ بیٹے کو ہر ایک بیٹی کے مقابلہ میں دوگنا حصہ دیا جائے جیسا کہ فرمایا۔ **یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔** سورۃ النساء آیت ۱۱' اور اللہ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں کہ مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔

پس صورت مسئولہ میں اگر مرحوم کے ذمہ کوئی قرضہ نہ ہو اور نہ اس نے کوئی وصیت ہی کی ہو

تو بیوہ کو بارہ روپے پچاس پیسے اور بیٹے کو اکیس روپے چھیاسی پیسے اور ہر ایک بیٹی کو دس روپے چورانوے پیسے ملیں گے اور صورت تقسیم اس طرح ہو گی۔ صورت مسئلہ کچھ یوں بنتی ہے

بیوہ بارہ روپے پچاس پیسے' بیٹا اکیس روپے چھیاسی پیسے' بیٹی دس روپے چورانوے پیسے' بیٹی دس روپے چورانوے' بیٹی دس روپے چورانوے' بیٹی دس روپے چورانوے' بیٹی دس روپے چورانوے' بیٹی دس روپے چورانوے

نوٹ :۔ ہر ایک بیٹی خواہ وہ باکرہ ہو یا شادی شدہ ہو تساوی کی نسبت سے حصہ دار ہو گی۔ **هذا ما عندی والله تعالی اعلم بالصواب**

جواب نمبر۲ = مرحوم کا اپنی بیوی' بیٹے اور ایک غیر شادی شدہ بیٹی کے نام کچھ جائیداد کی رجسٹریاں کرانا اور دوسری پانچ بیٹیوں کے نام پر اتنی جائیداد کی رجسٹریاں کرانا شرعاً" ناجائز ہے۔ اول اس لئے کہ یہ ہبہ کی صورت ہے اور ہبہ میں بین الاولاد تساوی اور برابری شرعاً" شرط ہے۔ چنانچہ حدیث صحیح میں ہے۔ کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی عمرۃ بنت رواحہؓ کے مطالبہ پر اپنے بیٹے حضرت نعمانؓ کے نام پر کچھ جائیداد لگا دی اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنانا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ تمہاری اور بھی اولاد ہے تو حضرت بشیرؓ نے عرض کیا ہاں اور بھی اولاد ہے تو آپ نے فرمایا کیا اتنی اتنی جائیداد ان کے نام بھی لگائی تو عرض کیا کہ حضرت' نہیں آپؐ نے فرمایا **لا تشهدنی علی جور وقال ابو حریر عن الشعبی لا اشهد علی جور** صحیح البخاری باب **لا یشهد علی شهادة جور اذا اشهد** ج ۱ ص ۳۶۱۔ تو مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ اور دوسری روایت میں ہے یہ ظلم ہے اور ظلم پر میں گواہ نہ بنوں گا۔

ایک دوسری روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اعدلوا بین ابناء کم اعدلوا بین ابناء کم اعدلوا بین ابنا کم** رواہ ابو داؤد و النسائی و احمد نیل الاوطار باب التعدیل بین الاولاد فی العطیۃ الخ ج ۶ ص ۸۔ اپنے بیٹوں میں انصاف کرو۔ اپنے بیٹوں میں انصاف کرو' اپنے بیٹوں میں انصاف کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **سووا بین اولادکم ولو کنت مفضلا احدا لفضلت النساء** رواہ الطبرانی والبیہقی وسعید بن منصور وفی اسنادہ سعید بن یوسف وھو ضعیف نیل الاوطار ج ۶ ص ۸۔ کہ اپنی اولاد کے ساتھ سلوک کرنے میں برابری کرو یہ نہیں کہ کسی کو کم اور کسی کو زیادہ دو بلکہ سب کو برابر برابر دو' اگر میں کسی کو زیادہ دینے کا حکم کرتا تو لڑکیوں کے واسطے کرتا۔

صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ بھی ہیں **فقال اتقوا الله واعدلوا فی اولادکم فرجع ابی فی**

تلک الصدقۃ نیل الاوطار حوالہ مذکور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بشیر کو فرمایا اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے ساتھ سلوک کرنے میں برابرگی کا اصول اپناؤ۔

ان احادیث سے صاف طور پر یہ ثابت ہوا کہ ہر ایک والد کو عطیہ دینے میں انصاف کرنا چاہئے ایک بیٹے کو عطیہ دینا اور دوسرے کو محروم رکھنا سراسر ظلم ہے اور شریعت ظلم کے خلاف سراپا احتجاج ہے۔ پس مرحوم کی یہ کارروائی شرعاً" ناجائز ہے اور شرعاً" باطل اور کالعدم ہے لہٰذا دوسرے وارثان اس رجسٹری شدہ جائیداد میں سے اپنا اپنا حصہ طلب کرنے کے مجاز ہیں۔

دوم اس لئے مرحوم کی یہ کارروائی ناجائز ہے کہ یہ قرآن کے مقرر کردہ قانون میراث کی خلاف ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا **للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منہ او کثر نصیبا مفروضا** النساء ۸ ترجمہ۔ ماں باپ اور خویش و اقارب کے ترکہ میں سے مردوں کا حصہ بھی ہے اور عورتوں کا بھی جو مال ماں باپ اور خویش و اقارب چھوڑ دیں خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ۔ اور حصہ بھی مقرر کیا ہوا۔ امام ابن کثیر اس آیت شریفہ کی شان نزول میں ارقام فرماتے ہیں کہ مشرکین عرب کا دستور تھا کہ جب کوئی مرجاتا تو اس کی بڑی اولاد کو اس کا مال مل جاتا۔ چھوٹی اولاد اور عورتیں بالکل محروم رہتیں۔ اللہ تعالٰی نے یہ حکم نازل فرما کر سب بڑے چھوٹے بیٹوں' بیٹیوں کی مساویانہ حیثیت قائم کر دی کہ وارث تو سب ہوں گے خواہ قرابت حقیقی ہو۔ خواہ بوجہ عقد زوجیت کے یا بوجہ نسبت آزادگی ہو حصہ سب کو ملے گا گو کم و بیش ہو۔ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۵۴

سید احمد حسن محدث دہلوی اس آیت کی شان نزول میں رقمطراز ہیں۔ صحیح ابن حبان کی کتاب الفرائض اور ابو الشیخ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ لڑکے کے قرابت دار میت کے مال سے لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے تھے اور چھوٹے لڑکوں کو بھی حد بلوغت تک پہنچنے سے پہلے حصہ سے محروم رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ میت کے مال میں حصہ پانے کا وہی حقدار ہے جو لڑائی بھڑائی کے کام کا ہو۔ اسلام کے بعد ایک شخص حضرت اوس بن ثابت انصاری نے وفات پائی۔ تین لڑکیاں اور ایک بی بی ان کے وارث تھے۔ اوس بن ثابت کے وارث اگرچہ موجود تھے لیکن اوس بن ثابت کے چچا زاد بھائی سوید اور عرفطہ نے سارے مال پر قبضہ کر لیا اور اس کی تینوں لڑکیوں اور اس کی بیوی ام کجہ کو محروم کر دیا۔ تو اس بی بی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی اس محرومی کی شکایت کی تو اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرما کر جاہلیت کے اس ظالمانہ دستور کو ختم کر دیا۔ پس مرحوم کی یہ کارروائی چونکہ دور جاہلیت کے اس ظالمانہ دستور جیسی ہے جو اس آیت کے سراسر خلاف ہے لہٰذا یہ شرعاً" ناجائز اور باطل ہے۔

سوم اس لئے بھی یہ کارروائی ناجائز ہے کہ مرحوم نے دوسری پانچ لڑکیوں کو نقصان پہنچایا ہے اور نقصان پہنچانا شرعاً ناجائز ہے۔ **قال العلامہ الزیلعی فی نصب الرایتہ ج ۲ ص ۳۴۳ مروی الحاکم فی المستدرک فی البیوع من حدیث عثمان بن محمد بن عثمان بن ربیعہ بن ابی عبدالرحمن حدثنی عبدالعزیز بن محمد الدرا وردی عن عمر بن یحیی المازنی عن ابیہ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ضرر ولا ضرار من ضر ضرہ اللہ ومن شق شق اللہ علیہ وقال صحیح الاسناد علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ و مروی ھذا الحدیث عن عبادۃ بن الصامت وابن عباس وابی لبابتہ وثعلبتہ من مالک وجابرین عبداللہ وعائشہ ایضا وھذہ الاحادیث وان کان فی طرق بعضہا او اکثرھا کلام لکنہا بتعدد طرقہا تتقوی** فتاویٰ نذیریہ ج ۲ ص ۲۹۲ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ خود نقصان اٹھاؤ اور نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ۔ جو کسی کو تکلیف دے گا اللہ اس کو تکلیف پہنچائے گا اور جو کسی پر سختی کرے گا اللہ اس پر سختی کرے گا۔

ان تینوں وجوہ کی بنا پر مرحوم کی یہ کارروائی یعنی اپنی دوسری بیٹیوں کو اس عطیہ سے محروم رکھنا شرعاً ناجائز اور باطل ہونے کی وجہ سے کالعدم ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ جو کام شریعت کے خلاف ہو گا باطل اور مردود اور کالعدم ہے۔ چنانچہ حدیث صحیح ہے۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھورد۔ صحیح البخاری باب **اذا اصطلحوا علی جور فھورد** ج ۱ ص ۳۷۱ وفی ص ۲۸۷ **ومن عمل عملا لیس علیہ امرنا فھورد** اور یہی حدیث صحیح مسلم ج ۲ ص ۷۷ میں ہے۔ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمارے اس دین اسلام میں ایسا اضافہ کرے جو اس میں نہ ہو تو وہ اضافہ قابل قبول نہیں اور دوسری کا معنی یہ ہے جو شخص ایسا عمل کرے جو ہماری شرع کے خلاف ہو وہ عمل شرعاً باطل اور کالعدم ہے۔ پس جب مرحوم کی یہ کارروائی باطل اور کالعدم ہے تو پھر بلاشبہ دوسرے وارث اپنے حصہ کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں لہٰذا ان کی حق تلفی کرتے ہوئے مرحوم کی طرف سے رجسٹری شدہ جائیداد سے محروم کرنا ہرگز جائز نہیں۔ **ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم بالصواب**

کتبہ ووقع علیہ

محمد عبید اللہ خان عفیف بن الشیخ محمد حسین لوچ غفر لھما ولوالدیہما

رئیس المدرسین بدار الحدیث چینیانوالی لاہور